Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون نمبر ۴۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت ۴۰ پیسے

جلد ۳۳/۶۸ | ۱۶ رجمادی الثانی سنہ ۱۳۹۹ھ ؛ ۱۳ ہجرت ۱۳۵۸ہش ؛ ۱۳ رمئی سنہ ۱۹۷۹ء | نمبر ۱۰۶

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ــــ ۱۲ رمئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع منظر ہے کہ:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب جماعت بالالتزام دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو ہر طرح صحت و عافیت سے رکھے اور ہمیشہ اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ پہلے کی نسبت اچھی ہے۔

احباب جماعت بالالتزام دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ مدظلہا کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کا بابرکت سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین

خدام الاحمدیہ کی سالانہ تربیتی کلاس کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوگئی

طلباء کلاس سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز اختتامی خطاب

"اس آخری زمانہ میں دنیا بھر میں اسلامی معاشرہ قائم کرنے کی ذمہ داری احمدی نوجوانوں کو سونپی گئی ہے"

"ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگیوں میں اسلامی معاشرہ کا ایسا حسین نمونہ پیش کریں کہ دنیا اس کی طرف کھنچی چلی آئے"

ربوہ ــــ خدام الاحمدیہ کی ۲۵ ویں سالانہ مرکزی تربیتی کلاس جس کا افتتاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۷ راپریل ۱۹۷۹ء کو خطبہ جمعہ کے دوران فرمایا تھا قریباً دو ہفتہ جاری رہنے کے بعد ۱۰ رمئی ۱۹۷۹ء کی شام کو کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوگئی۔

اس روز حضور ایدہ اللہ نے طلباء کلاس کو بصیرت افروز اختتامی خطاب سے سرفراز فرماتے ہوئے انہیں یہ امر ذہن نشین کرایا کہ اس آخری زمانہ میں دنیا بھر میں اسلامی معاشرہ قائم کرنے کی ذمہ داری جماعت احمدیہ کے افراد کو سونپی گئی ہے اور بالخصوص احمدی بچوں اور نوجوانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اسلامی تعلیم پر کما حقہ، عمل پیرا ہو کر اپنی زندگیوں میں اس کا ایسا حسین عملی نمونہ پیش کریں کہ جو صحیح معنوں میں اسلامی معاشرہ کا آئینہ دار ہو اور دنیا اس سے متاثر ہو کر خود بخود اسلام کی طرف کھنچی چلی آئے اور اس طرح دنیا میں حسین اسلامی معاشرہ کی راہ ہموار ہوتی چلی جائے۔ حضور نے اس ضمن میں اس امر پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی کہ اسلامی معاشرہ سے کیا مراد ہے، اس کے امتیازی اوصاف کیا ہیں اور یہ دنیا میں کس طرح قائم ہو سکتا ہے۔ حضور کے اس بصیرت افروز خطاب کا کسی قدر تفصیلی خلاصہ اپنے الفاظ میں اختتامی تقریب کی درج ذیل روداد میں ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔

کلاس کے بعض ضروری کوائف

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ امسال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۳۶۱ مجالس کے ۵۳۹ نمائندہ خدام نے تربیتی کلاس میں شرکت کی جبکہ گزشتہ سال ۳۲۵ مجالس کے ۴۹۷ خدام کلاس میں شامل ہوئے تھے۔ امسال بفضلہ تعالیٰ کلاس میں مجالس کی تعداد بھی اور شرکت کرنے والے خدام کی تعداد بھی گزشتہ سال کی نسبت زیادہ رہی۔ پروگرام کے مطابق خدام نے ان ایام میں باقاعدہ نمازِ تہجد ادا کی اور روزانہ نمازِ فجر کے بعد قرآن کریم، احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درس سنے۔ کلاس میں طلباء کو قرآن کریم، احادیث نبوی، فقہ، کلام، ردِّ عیسائیت اور قواعدِ عربی کے مضامین پڑھائے گئے۔ نیز مقررہ دینی کتب کا انہوں نے مطالعہ کیا اور تقاریر کی مشق کا پروگرام بھی جاری رہا۔ مزید برآں دینی موضوعات پر انہوں نے علماء سلسلہ کی تقاریر سے بھی استفادہ کیا۔ انہوں نے بعض گیمز اور گروپ وار دوڑ عمل کے پروگرام میں بھی حصہ لیا۔

اختتامی اجلاس

تربیتی کلاس کا اختتامی اجلاس ۱۰ رمئی کو ساڑھے پانچ بجے شام ایوانِ محمود میں منعقد ہوا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تشریف لانے اور صدر جگہ پر رونق افروز ہونے کے بعد کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو کلاس کے ایک طالب علم مسعود ناصر صاحب نے کی۔

بعد ازاں حضور ایدہ اللہ نے خدام سے ان کا عہد دہروایا۔ اس طرح جملہ خدام کو کھڑے ہو کر حضور کی اقتدا میں اپنا عہد دہرانے کا شرف حاصل ہوا۔ بعدہٗ مبشر احمد صاحب فیصل آباد نے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد کلاس کے ناظم اعلیٰ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے کلاس کے پروگرام اور دیگر کوائف پر مشتمل رپورٹ پیش کی۔ بعد ازاں حضور نے کلاس کے امتحانات میں امتیاز حاصل کرنے والے طلباء میں اپنے دستِ مبارک سے انعامات تقسیم فرمائے اور پھر طلباء کو ایک بصیرت افروز اختتامی خطاب سے نوازا۔

حضور ایدہ اللہ کا اختتامی خطاب

حضور ایدہ اللہ نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا جس زمانہ میں ہم اور آپ پیدا ہوئے ہیں یہ ترقیات کا زمانہ ہے۔ یہ ترقیات دو قسم کی ہیں اور انہوں نے بنی نوع انسان کو دو حصوں میں بانٹ کر رکھ دیا ہے۔ ایک تو دنیوی ترقیات ہیں جن کے زیرِ اثر انسانوں کی زندگیوں میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ اس ضمن میں حضور نے سائنسی ترقی اور نت نئی ایجادات اور انسانی زندگی پر ان کے اثرات کا کسی قدر تفصیل سے ذکر فرمایا اور علی الخصوص انسان کے چاند پر پہنچنے اور ستاروں اور سیاروں تک پہنچنے کی کوششوں کی طرف بھی اشارہ فرمایا۔

اس کے بعد حضور نے خاص اس زمانہ میں روحانی ترقی کے غیر معمولی سامانوں کا اشارۃً ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیوی ترقیات کی وجہ سے دنیا بھر میں جو انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں وہ اشاعتِ اسلام میں ممد ثابت ہو رہی ہیں۔ چنانچہ چھاپہ خانوں کی ایجاد کتب کی وسیع پیمانہ پر اشاعت کے انتظامات نیز ٹیلیفون، ٹیلیگراف، ٹیلیکس، ریڈیو اور ٹیلیویژن کی ایجادات نے اشاعتِ اسلام کے کام میں بھی سہولتیں پیدا کر دی ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ انسان جو چاند اور ستاروں تک پہنچنے کی جدوجہد کے دوران پہلے آسمان کی کھال کا کھوج لگانے میں الجھا ہوا ہے وہ اسلام کی آغوش میں آکر روحانی ترقیات بھی حاصل کرے اور یوں اڑتا ہوا ساتویں آسمان تک جا پہنچے۔ پہلے زمانوں میں ہزاروں مسلمان ایسے گزرے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کر کے ساتویں آسمان تک پہنچے اور انہوں نے دوسروں کو (باقی صفحہ ۸ پر)

پبلشر:۔ مسعود احمد؛ پرنٹر:۔ سید عبدالحی؛ مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ؛ مقام اشاعت:۔ دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ
۱۶ر جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ
۱۳ر ہجرت ۱۳۵۸ہش
۱۳ر مئی ۱۹۷۹ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی معاشرہ کے قیام کا اصل الاصول

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حقیقی مومنوں کی ایک بنیادی صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ ان کے درمیان دشمنی یا مغائرت نام کو بھی نہیں ہوتی بلکہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں۔ باہم دگر اِس دوستی کا ایک لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خود ہی بُری باتوں سے نہیں بچتے بلکہ باہم ایک دوسرے کو بُری باتوں سے ہمیشہ بچے رہنے کی تلقین کرتے رہتے ہیں اور اِسی طرح وہ خود ہی نیکیاں نہیں بجالاتے بلکہ باہم ایک دوسرے کو نیکیاں بجالانے کی ترغیب دلاتے رہتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ حقیقی مومنوں کی اِس بنیادی صفت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

(التوبۃ آیت ۷۱)

ترجمہ:۔ اور مومن مرد اور مومن عورتیں (اپنی اپنی جگہ) آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ وہ نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ ضرور ان پر رحم کرے گا۔ اللہ غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔

مومنوں کی جس بُنیادی صفت کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے وہ اسلامی معاشرہ کے قیام میں اصل الاصول کی حیثیت رکھتی ہے اور وہ یہی ہے کہ وہ مرد ہوں یا عورتیں اپنی اپنی جگہ باہم دوستی اور محبت کے ایک نہایت مضبوط رشتہ میں منسلک ہوتے ہیں اور یہ رشتہ انہیں ایک دوسرے کی خیر خواہی اور ہمدردی پر ابھارتا رہتا ہے جس کے زیرِ اثر وہ خود ہی بُرائیوں سے نہیں بچتے اور خود ہی نیکیاں نہیں بجالاتے بلکہ اس امر میں کوشاں رہتے ہیں کہ ان کے درمیان کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ ہو جس میں بُرائیوں کی طرف خفیف سے خفیف میلان پایا جاتا ہو بلکہ سب ہی بُرائیوں سے بچنے والے اور نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے والے ہوں۔ یہ کیفیت اُس وقت رونما ہوتی ہے جب اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کا جذبہ فزوں سے فزوں تر ہوتا چلا جائے اور سب ہی نماز باجماعت کا خاص التزام کرنے والے اور انفاق فی سبیل اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے ہوں اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں ساتھ ہی اسلامی معاشرہ کے جملہ افراد یعنی مومنوں اور مومنات کے اجتماعی مزاج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔

حقیقت یہ ہے کہ جب تک تمام کے تمام افراد کیا مرد اور کیا عورتیں اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرنے والے، نماز باجماعت کا التزام کرنے والے اور انفاق فی سبیل اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے نہ ہوں اور بُرائیوں سے اجتناب اور نیکیوں کی بجا آوری کا ایسا ماحول پیدا نہ ہو کہ سب ہی ایک دوسرے کو بُرائیوں سے بچنے اور نیکیاں بجالانے کی تلقین کر رہے ہوں اُس وقت تک اسلامی معاشرہ معرضِ وجود میں نہیں آسکتا۔

جہاں تک اسلامی تعزیرات کا تعلق ہے ان کا مقصد اسلامی معاشرہ کا قیام نہیں ہے اور نہ اسلامی تعزیرات کے نتیجہ میں اسلامی معاشرہ معرضِ وجود میں آسکتا ہے۔ ان تعزیرات کا مقصد تو پہلے سے قائم شدہ اسلامی معاشرہ میں رونما ہونے والے کسی ایک یا چند ایک رخنوں کو دُور کرنا ہوتا ہے نہ کہ یکسر بگڑے ہوئے معاشرہ کو وسیع پیمانہ پر سزائیں دے دے کر اسے اسلامی معاشرہ میں تبدیل کرنا۔ اسلامی معاشرہ تو قائم ہوتا ہے دلوں کی گہرائیوں میں اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہونے، نماز باجماعت کے التزام اور انفاق فی سبیل اللہ کا ذوق و شوق اُبھرنے، باہم دوستی اور خیر خواہی کے مضبوط رشتے کے پنپنے اور اِس بے لوث رشتے کے زیرِ اثر ایک دوسرے کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تلقین کرنے سے۔ جب دلوں کے یکسر بدل جانے سے حسین اسلامی معاشرہ معرضِ وجود میں آجاتا ہے تو وہ معاشرہ خود اپنی ذات میں جنّت سے کم نہیں ہوتا۔ اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے اگلی ہی آیت میں فرمایا ہے:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

(التوبۃ آیت ۷۲)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے (ان) مومن مردوں اور مومن عورتوں سے (جو باہم ایک دوسرے کو بُرائیوں سے بچنے اور نیکیاں بجالانے کی تلقین کرتے رہتے ہیں) ایسی جنّتوں کے وعدے کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ہمیشہ رہنے والی جنّتوں میں پاک رہائش گاہوں کا (بھی وعدہ کیا ہے) اور اس کے علاوہ اللہ کی رضامندی سب سے بڑا انعام ہے (جو ان کو ملے گا)۔

اگلے جہان میں تو ایسے مومنوں اور مومنات کو (جو اپنے اپنے حلقہ میں ایک دوسرے کے دوست ہوں، ایک دوسرے کو بُرائیوں سے بچنے اور نیکیاں بجالانے کی تلقین کرنے والے ہوں، نماز باجماعت کا التزام کرنے والے اور انفاق فی سبیل اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے ہوں اور ہر کام میں اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرنے والے ہوں) جنّت ملے گی ہی اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا سب سے بڑا انعام ان کے حصہ میں آئے گا ہی ان کے اِن اوصاف کی وجہ سے اِس دُنیا میں جو حسین اسلامی معاشرہ معرضِ وجود میں آئے گا وہ اپنی عظیم الشان برکات کی وجہ سے بجائے خود جنّت سے کم نہ ہوگا اور اِسی دُنیا میں انہیں رضائے الٰہی کا سب سے بڑا انعام بھی ملے گا جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ملا جبکہ خدا تعالیٰ نے خود ان کے متعلق فرمایا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ یعنی اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے۔

پس مومنوں اور مومنات کی یہ بنیادی صفت (کہ وہ ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں اللہ اور رسولؐ کے اطاعت گزار ہوں، نماز کو قائم کرنے والے اور انفاق فی سبیل اللہ میں بڑھ چڑھ حصہ لینے والے ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک دوسرے کو بُرائیوں سے بچنے اور اچھائیاں اختیار کرنے کی تلقین کرنے والے ہوں) اسلامی معاشرہ کے قیام کے اصل الاصول کی حیثیت رکھتی ہے۔ جملہ افراد کے اِس بنیادی صفت سے متّصف ہوئے بغیر اسلامی معاشرہ قائم نہیں ہوسکتا۔ تعزیرات بجائے خود اسلامی معاشرہ کو جنم نہیں دیا کرتیں ہاں جب اِس بنیادی صفت کے عام ہو جانے کے نتیجہ میں اسلامی معاشرہ قائم ہو جائے تو اس میں پڑنے والے رخنوں کو دُور کرنے میں ان سے مدد مل سکتی ہے ان کا دائرہ کار رخنوں کو دُور کرنے تک ہی محدود ہوتا ہے۔ دلوں کو بدلنے اور ان میں روحانی انقلاب برپا کرنے سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ کام تو مامورینِ الٰہی اور ان کے خلفاء سرانجام دیتے ہیں اور حقیقی اسلامی معاشرہ ان کے ذریعہ ہی معرضِ وجود میں آتا ہے۔

میٹرک کا اِمتحان دینے والے طلباء توجہ فرمائیں

ایسے احمدی طلباء جو اِس سال میٹرک کا امتحان دے چکے ہیں اور وہ اپنی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کرکے اعلیٰ دینی تعلیم کے حصول کے لئے جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہیں وہ مقامی جماعت کے امیر یا صدر صاحب کی معرفت وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو اطلاع دیں تا انٹرویو سے قبل ان کے وقف اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے متعلق ضروری کارروائی مکمل کی جاسکے۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن ہونا ضروری ہے اس لئے میٹرک کے امتحان کا نتیجہ نکلنے کے فوراً بعد اپنے نتیجہ امتحان کی بھی اطلاع دیں۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے انٹرویو کی تاریخ کا عنقریب اخبار الفضل میں اعلان کر دیا جائے گا اور امیدواران کو بھی اطلاع کر دی جائے گی۔ انشاء اللہ۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام

فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مکرم مولوی سجاد احمد صاحب خالد مبلغ مقیم نانسدی جنائر فجی

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کے دو قسم کے نظام پیدا کئے ہیں۔ ایک ظاہری نظام ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

تَبٰرَکَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْھَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا ۝

(الفرقان آیت ۶۲)

یعنی برکت والی ہے وہ ہستی جس نے آسمان میں ستاروں کے ٹھہرنے کے مقام بنائے اور اس میں ایک چمکتا ہوا چراغ (سورج) اور نور دینے والا چاند بنایا (سراج کے معنی عربی زبان میں چراغ کے ہیں اس لئے کہ چراغ کے اندر تیل پڑنے کے بعد اس کی روشنی نکلتی ہے جس طرح سورج کی اپنی روشنی نکلتی ہے اور چاند باہر سے یعنی سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ اس لئے دوسری جگہ قمر کو نور کہا ہے۔ یعنی روشنی تو دیتا ہے مگر وہ روشنی مستعار ہوتی ہے۔ یونس آیت ۶)

چنانچہ لغت میں بھی ہے کہ "الضوء" سورج کی روشنی کے لئے بولا جاتا ہے۔ اور اس کی صفت یہ ہے کہ وہ ذاتی روشنی ہوتی ہے (اقرب زیر لفظ ضوء) اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نور جو اس کے بالمقابل ہے اس کے معنی اکتسابی روشنی کے ہیں۔)

اس ظاہری نظام کے مقابل پر اس نے ایک روحانی نظام بنایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ ظاہری نظام بنایا ہی اس لئے ہے تا کہ انسان اس روحانی نظام کو سمجھ سکے۔

اللہ تعالیٰ نے اس روحانی نظام کا بھی ایک سورج بنایا ہے جو ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔

یعنی اے نبی ہم نے تجھ کو اس حال میں بھیجا ہے۔ کہ تو دنیا کا نگران بھی ہے مومنوں کو خوشخبری دینے والا بھی ہے اور کافروں کو ڈرانے والا بھی ہے۔ اور نیز اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا بھی ہے۔ اور ایک چمکتا ہوا سورج بنا کر بھیجا ہے۔

اس روحانی نظام کا چاند حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور بروج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ اور اولیاء ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

اصحابی کالنجوم
بایھم اقتدیتم
اھتدیتم

جس طرح مادی نظام کا سورج ازل سے جب سے اللہ تعالیٰ نے کائنات کو بنایا ہے اپنی روشنی سے دنیا کو منور کر رہا ہے۔ اسی طرح روحانی لحاظ سے روحانی سورج یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور کائنات کو روحانی طور پر منور کر رہا ہے۔ یہی وہ معنے ہیں اس حدیث کے کہ جس میں آپ نے فرمایا ہے۔

کنت خاتم النبیین
وآدم بین الماء
والطین۔

(مسند احمد بن حنبل)

یعنی میں اس وقت بھی خاتم النبیین تھا جبکہ اللہ تعالیٰ نے ابھی آدم علیہ السلام کو پیدا بھی نہیں کیا تھا۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام کو نورِ نبوت ملا۔ تو وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ نبوت کا حصہ تھا۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام کو نبوت کے مقام پر فائز کیا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور درجہ کی وجہ سے۔ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شریعت ملی تو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا حصہ تھا۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔ تو وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے۔ غرضیکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء تب ہی ثابت ہو سکتے ہیں۔ جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کو ثابت کیا جائے۔ یہی وہ معنے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے۔

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ
الْاَفْلَاکَ

یعنی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کائنات کو پیدا نہ کرتا۔ پس وہ روحانی وجود جس کی خاطر خدا نے زمین و آسمان پیدا کیا۔ وہ جسمانی طور پر آج سے چودہ سو سال پہلے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل میں ظاہر ہوا اور آئندہ قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ نے قانون بنا دیا کہ اب وہی شخص اللہ تعالیٰ سے اپنا رشتہ جوڑ سکے گا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا جوا اپنی گردن پر اٹھائے گا۔ وہی شخص خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کر سکے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا جوا اپنی گردن پر اٹھائے گا۔ وہی انسان خدا کی گود کا مستحق ٹھہرے گا جو اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ میں ڈھالے گا۔ اسی شخص سے اللہ تعالیٰ مکالمہ مخاطبہ کرے گا۔ جو اپنے آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین کرے گا۔ اسی شخص پر اللہ تعالیٰ غیب [illegible] گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا [illegible] عاشق صادق ہوگا جیسا کہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ
اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ
اللّٰہُ (آل عمران آیت ۳۲)

یعنی تو کہہ (اے لوگو) اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو (اس صورت میں) وہ (بھی) تم سے محبت کرے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے کہ اعلان کر دو میں نے خدا کی فرمانبرداری کر کے یہ مقام حاصل کیا ہے۔ اب تم میرے پیچھے پیچھے چلو۔ تم بھی خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔ میں اکثر اس آیت کو پڑھ کر بے اختیار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کرتا ہوں۔ کوئی کہہ سکتا ہے ہم بڑے گناہگار ہیں۔ میرے رنگ میں رنگین ہو جاؤ اور وعدہ کرتا ہے۔ گناہ بخش کر پھر بھی اپنا محبوب بنا لوں گا"

چودہ سو سال کے اندر بہت زیادہ عشق کا دعویٰ کرنے والے پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے اپنے طور پر جذبات عشق کا اظہار کیا۔ لیکن جس قسم کے عشق کا اظہار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تحریر و تقریر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا۔ زمین پر اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یعنی اگر خدا کی ذات کے بعد اگر مجھے کسی کے ساتھ عشق اور محبت و پیار ہے تو وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ اور اے لوگو اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق کرنے کا نام کفر ہے۔ تو خدا کی قسم میں سب سے بڑا کافر ہوں۔

ایک عاشق کے نزدیک سب سے [illegible] نے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوبصورتی کو قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں اگر کسی کی خوبصورتی کی تشبیہ دی جاتی ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام کو پیش کیا جاتا ہے۔ اسی طرح [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام مُردہ زندہ کرتے رہے لیکن حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حُسن کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہِ ذقن
واں مسیحِ ناصری شد از دمِ او بے شمار

یعنی تم کہتے ہو یوسف علیہ السلام بہت خوبصورت تھے۔ میں کہتا ہوں آنحضرت صلعم کے چہرہ کی ٹھوڑی میں ہزاروں یوسف ہیں اور تم کہتے ہو مسیح مردہ زندہ کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پھونک سے ہزاروں مسیح پیدا ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق کا اظہار کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش
در ہر مکاں ندائے جمالِ محمد است

یعنی میں نے اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا اور باہوش و حواس سنا کہ ہر ایک زمین کے ٹکڑا اور فضا کے حصہ سے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن کی ہی تعریفیں ہو رہی ہیں۔

ایک اور شعر میں فرماتے ہیں

جان و دلم فدائے جمالِ محمد است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمد است

یعنی میری جان اور دل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن پر قربان اور میری خاک کا ہر ذرہ آلِ محمد کے گزرنے والی جگہ پر نثار۔

فرمایا:

حسنِ روئے او بہ از صد آفتاب و ماہتاب
خاکِ کوئے او بہ از صد نافۂ مشکِ تتار

یعنی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا حسن سینکڑوں چاند سورج سے بڑھکر ہے اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے گلی کی مٹی کی خوشبو ناقابل بیان ہے

ایک جگہ آپ کے ساتھ عشق کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

تا مرا دادند از حسنش خبر
شد دلم از عشقِ او زیر و زبر

جب سے مجھے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن کی خبر ملی ہے میرا دل آپ کے عشق میں غلطاں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سچے عشق کا اظہار اپنے عربی کلام میں بھی بیان فرمایا ہے۔ آپ کا یہ عشق ہی تھا جس نے آپ کو ۷۰ اشعار پر مشتمل عربی زبان میں ایک ناقابل تسخیر قصیدہ لکھنے پر مجبور کیا۔ آپ اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ
یَسْعٰی اِلَیْکَ الْخَلْقُ کَالظَّمْاٰنِ

یعنی اے اللہ تعالیٰ کے فیضان اور معرفت کے چشمے۔ مخلوق پیاسوں کی طرح تیری طرف دوڑتے چلی آ رہی ہے

یَا شَمْسَ مُلْکِ الْحُسْنِ وَالْاِحْسَانِ
نَوَّرْتَ وَجْہَ الْبَرِّ وَالْعُمْرَانِ

یعنی اے اللہ تعالیٰ کے حسن و احسان کے سورج تُو نے اپنی روشنی سے آبادیوں اور ویرانیوں کو منور کر دیا ہے

آپ نے اس قسم کے عشق کا اظہار نہ صرف اپنے فارسی اور عربی کلام میں کیا بلکہ آپ کا اردو کلام بھی جگہ جگہ عشق سے معمور نظر آتا ہے۔

فرماتے ہیں:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عشق کا اظہار نہ صرف اپنے منظوم کلام بلکہ منثور کلام میں بھی فرمایا ہے فرماتے ہیں:

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو۔ وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی و سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام ص ۱۶۱)

پھر فرماتے ہیں:

"ہمارا نبی وہ نبی کریمؐ ہے جو ایسی خوشبو سے معطر کیا گیا ہے جو تمام مستعد طبیعتوں تک پہنچنے والی اور اپنی برکات کے ساتھ ان پر احاطہ کرنے والی ہے اور وہ نبی خدا کے نور سے بنایا گیا اور ہمارے پاس گمراہیوں کے پھیلنے کے وقت آیا اور اپنا خوبصورت چہرہ ہم پر ظاہر کیا۔ اور ہمیں فیض پہنچانے کے لئے اپنی خوشبو کو پھیلایا اور اس نے باطل پر دھاوا کیا اور اپنے تاراج سے اس کو غارت کر دیا اور اپنی سچائی میں اجلیٰ بدیہیات کی طرح نمودار ہوا۔

(نجم الہدیٰ ترجمہ از عربی)

فرمایا:

"میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو الگ کیا جاتا اور کل نبی جو اس وقت تک گذر چکے ہیں سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی، ہرگز نہ کر سکتے ان میں وہ دل اور وہ قوت نہ تھی جو ہمارے نبی کو ملی تھی اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی معاذ اللہ سوء ادبی ہے تو وہ نادان مجھ پر افترا کرے گا۔ میں نبیوں کی عزت و حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں۔ لیکن نبی کریمؐ کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم اور میرے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے یہ میرے اختیار میں نہیں کہ اس کو نکال دوں۔ بدنصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے ہمارے نبی کریم صلعم نے وہ کام کیا جو نہ الگ الگ اور نہ مل جل کر کسی سے ہو سکتا تھا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے" (تحفہ گولڑویہ ص ۱۱)

ایک عاشق صادق کو اپنے معشوق کے لئے سب سے بڑھ کر غیرت ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اندر یہ صفت بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام گاڑی کے انتظار میں لاہور اسٹیشن پر تشریف فرما تھے کہ دشمن اسلام پنڈت لیکھرام آ نکلا اور جھک کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سلام عرض کیا۔ حضور علیہ السلام نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ پنڈت لیکھرام نے دوبارہ سلام عرض کیا۔ مسیح موعود علیہ السلام پھر خاموش رہے۔ ایک احمدی دوست عرض کرنے لگے حضور پنڈت صاحب سلام عرض کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے جلال سے فرمایا۔

"ہمارے آقا (صلعم) کو گالیاں دیتے ہیں اور ہمیں سلام کہتے ہیں۔ ہمیں ایسے سلام کی ضرورت نہیں ہے۔"

یہ ایک غیرت کا اظہار تھا۔ یہی وجہ ہے ایک جگہ فرماتے ہیں:

"ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔"

(پیغام صلح ص ۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قرآن پاک کی ۳۰ آیت سے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی موت ثابت کرنا بھی آنحضرت صلعم کے لئے غیرت تھی۔ فرماتے ہیں:

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمیں میں شاہِ جہاں ہمارا

فرمایا:

اَحْیَیْتَ اَمْوَاتَ الْقُرُوْنِ بِجَلْوَۃٍ
مَاذَا یُمَاثِلُکَ بِھٰذَا الشَّانِ

یعنی آپ نے صدیوں کے مُردوں کو ایک ہی جلوہ میں زندہ کر دیا۔ کون ہے جو اس شان میں آپ کا نظیر ہو سکے۔ اور ہمارے نبی صلعم ابھی بھی زندہ ہیں۔ آپ کی اس صفت کا مقابلہ ہی نہیں۔

(باقی)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ "الفضل" خود خرید کر پڑھے۔
(مینجر)

سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک پہلو

اموال کی تقسیم میں احتیاط

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکرم مولوی روشن دین احمد صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم کوئٹہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعثت سے پہلے بھی لوگوں میں الامین الصدوق کے نام سے مشہور تھے۔ عملی طور پر اس کا ثبوت لوگوں نے اپنی امانتیں آپؐ کے پاس رکھ کر دیا تھا کہ واقعی آپؐ امین اور صدوق ہیں۔ لوگوں کو پورا اعتماد تھا کہ آپؐ کے پاس رکھی ہوئی امانت ضائع نہیں ہوگی۔ اسی لئے بے دھڑک۔ پورے وثوق کے ساتھ آپؐ کے حوالے اپنا قیمتی مال و متاع کر جاتے تھے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ تنگی و ترشی کا زمانہ انسان پر ضرور آتا ہے اور یقیناً آپؐ پر بھی ضرور آیا لیکن وہ امانت کی اشیاء بالکل محفوظ رہیں۔ جب کسی نے مطالبہ کیا۔ فوراً اس کو بعینہٖ ادا کر دی گئیں۔

اس زمانہ میں حرام و حلال میں تمیز نہ تھی بلکہ تا حال اس کے متعلق قواعد و ضوابط نازل نہ ہوئے تھے اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ دوسروں کا مال کھانا ایک فخر سمجھا جاتا تھا اور اس بدی کو علانیہ طور پر بیان کیا جاتا تھا۔ ایسے ماحول میں سے آپؐ گزرے۔ پھر بھی اس میں سے صحیح سلامت باہر آئے۔ اور کوئی داغ آپؐ کی مقدس زندگی پر نہ پڑا۔

ازاں بعد آپؐ بادشاہ بھی ہوئے اگرچہ دشمنوں نے سر توڑ جد و جہد کی کہ آپؐ اپنے مشن میں ناکام ہو جائیں مگر اپنی خوبیوں کی وجہ سے آپؐ اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے بلکہ نمایاں کامیابی آپؐ کو نصیب ہوئی جن کو آپؐ کے دشمنوں نے بھی تسلیم کیا ہے۔ اور الفضل ما شهدت به الاعداء کے مصداق ٹھہرے۔ اسی بادشاہی کے زمانہ میں جب انسان خود مختار ہوتا ہے اور اس کامل یقین کی چٹان پر کھڑا ہوتا ہے کہ میرا محاسبہ کوئی نہیں کر سکتا اس وقت بھی یہ خوبی نمایاں نظر آتی ہے کیونکہ فتوحات کے بعد اموال و منال بکثرت آئے۔ تو بھی آپؐ کا سیدھا سادہ طریق یہی رہا کہ جو اموال آئے وہ مستحقین کے حوالے کرتے گئے اور محتاجوں کی ضرورتیں اور حاجت مندوں کی حاجتیں پوری کرتے رہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں بھی لوگوں کے لئے اسوۂ حسنہ چھوڑا کیونکہ لوگوں کی عادت ہے کہ ذرا بھی لین دین میں فرق پڑے تو شبہات اور شکوک کا طومار باندھ دیتے ہیں۔ مگر آپؐ کی زندگی ان شکوک و شبہات سے بالکل مبرا تھی۔ اگر کسی امیر کو غرباء میں تقسیم کرنے کے لئے اموال حوالے کئے جائیں تو وہ زمانے کی ہوا کے مطابق اپنے رشتہ داروں میں بانٹ دے گا یا خیانت کا مرتکب ہوگا۔ اور خود سارا مال خرد برد کر جائے گا۔ اور ایک بناوٹی حساب تیار پیش کر دے گا۔ مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب صافی اگر خلوص سے بھرپور تھا تو سلوک کی ہمدردی سے آپؐ کا قلب صافی ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ بایں ہمہ وہ دل خشیت اللہ سے معمور تھا اس لئے آپؐ ایسے اموال اپنے پاس رکھنے پسند نہ فرماتے تھے۔ چنانچہ احادیث میں وارد ہے کہ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

"میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مدینہ میں نماز پڑھی پس آپؐ نے سلام پھیرا اور جلدی سے کھڑے ہو گئے۔ پھر لوگوں کی گردنوں پر سے کودتے ہوئے اپنی بیویوں میں سے ایک کے حجرے کی طرف تشریف لے گئے۔ لوگ آپؐ کی اس جلدی کو دیکھ کر گھبرا گئے پس جب باہر تشریف لائے تو معلوم کیا کہ لوگ آپؐ کی جلدی پر متعجب ہیں۔ تب آپؐ نے فرمایا۔ مجھے یاد آ گیا کہ تھوڑا سا سونا ہمارے پاس رہ گیا ہے اور میں نے ناپسند کیا کہ وہ میرے پاس پڑا رہے۔ اس لئے میں نے حکم دیا کہ اُسے تقسیم کر دیا جائے۔"

(بخاری کتاب الاذان)

حدیث ہذا سے معلوم ہوتا ہے کہ بھول چوک سے بھی کسی کا حق دبانا نہیں چاہیئے اور نہ ہی غفلت شعاری کو اس کے آڑے آنا چاہیئے۔

مگر آج کل کا مسلمان وہی تمنا رکھتا ہے کہ لوگ امانتیں اس کے پاس رکھیں اور وہ ان کو بے دریغ ہڑپ کر جائے۔ ایسی صورت میں اس کو کبھی بھی اپنے محاسبہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کاش آج کی دنیا اس محاسبہ کو سوچتی اور سمجھتی تو آج کی آفات سے بچ جاتی۔ اپنے محاسبہ کے علاوہ مستحقین بھی خوش ہوتے کیونکہ ان کو خوراک سے پیٹ بھرنے کا موقع ملتا اور آئندہ کے لئے وہ یقین سے لبریز ہوتے کہ ضرورت کے موقع پر ہماری مناسب امداد ہو جاتی۔ ایسا ہوتا تو ہڑتالیں اور نعرہ بازیاں بند ہو جاتیں۔

حضرت فاطمہ رض کا سوال:

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ جب تک غرباء اور مستحقین کو ان کا مال نہ پہنچ جاتا آپؐ کو چین نہ آتا تھا۔ کبھی کسی نے آپؐ پر انگشت نمائی نہ کی کہ سارا مال اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا ہے۔

جب فتوحات کا زمانہ آیا تو جنگی قیدی آئے اور کثرت سے آئے تو آپؐ کی بیٹی کے دل میں خواہش ہوئی کہ وہ بھی اس کشمکش اور فراوانی سے فائدہ اٹھائے کیونکہ گھر کے کاموں کی وجہ سے ان کی حالت قابل رحم تھی۔ وہ اس خواہش کو لے کر اپنے پیارے والد سے ملنے آپؐ کے گھر گئیں۔ اس وقت آپؐ گھر میں نہیں تھے۔ حضرت فاطمہ رض اپنا پیغام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے آئیں۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ پیغام آپؐ کو دے دیا۔ کچھ رات گئے قدرے فرصت ہوئی۔ تو آپؐ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ اس سارے واقعہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ بایں الفاظ بیان کیا ہے:-

"حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے شکایت کی۔ کہ چکی پیسنے سے انہیں تکلیف ہوتی ہے اسی عرصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ غلام آئے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئیں لیکن آپؐ کو گھر پر نہ پایا۔ اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی آمد کی اطلاع دے کر واپس گھر آ گئیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ رض نے حضور کو حضرت فاطمہ رض کے آنے کی اطلاع دی۔ جس پر آپؐ ہمارے گھر تشریف لائے اور ہم اپنے بستروں میں لیٹ چکے تھے۔ میں نے آپؐ کو آتے دیکھ کر چاہا کہ اٹھوں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ پر لیٹے رہو۔ پھر ہم دونوں کے درمیان آ کر بیٹھ گئے۔ یہاں تک آپؐ کے قدموں کی خنکی میرے سینہ پر محسوس ہونے لگی جب آپؐ بیٹھ گئے تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں کوئی ایسی بات نہ بتاؤں جو اس چیز سے جس کا تم نے سوال کیا ہے بہتر ہے اور وہ یہ کہ جب تم اپنے بستروں پر لیٹ جاؤ تو ۳۴ دفعہ اللہ اکبر اور ۳۳ دفعہ سبحان اللہ کہو اور ۳۳ دفعہ الحمد للہ کہو۔ پس یہ تمہارے لئے خادم مانگنے سے اچھا ہے۔"

(بخاری)

اگر آپؐ چاہتے تو آپؐ اپنی پیاری بیٹی کو ایک خادم دے سکتے تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کو کوئی پوچھ بھی نہ سکتا تھا۔ مگر آپؐ نے اپنے عزیزوں کو ایک ایسی چیز بتائی جو خادم سے بدرجہا بہتر تھی۔ سو تقویٰ آپؐ نے توکل کے اعلیٰ مقام کو تسبیح و تہلیل کا ذکر کرکے بتا دیا کہ یہ ایک ایسا منبع اور چشمہ ہے جس سے ہمیشہ میٹھا پانی پھوٹتا رہتا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ بھی عادت تھی کہ جب کسی کی امداد فرماتے تو اس کے ایمان کو بھی مضبوط بنانے کی جدوجہد کیا کرتے۔ آپ امداد فرماتے جس سے اس کے ایمان و ایقان کو تقویت پہنچے اور جب کسی کو ظاہری امداد دینے سے کشمکش ہوتی تو بھی آپ کو یہی مدنظر ہوتا کہ اس کی ایمانی حالت محفوظ ہے۔ پھر یہ بھی کمال تھا کہ جب کسی کو ایمانی ٹھوکر لگنے کا خطرہ ہوتا تو بھی اس کی طرف سے کسی قسم کا چندہ بھی قبول نہ فرمایا کرتے۔

چنانچہ ہجرت کرکے جب مدینہ منورہ آپؐ تشریف لے گئے تھے تو پہلا سوال مسجد بنانے کا تھا۔ چنانچہ وہاں زمین کا ایک ٹکڑا دو یتیم بچوں کی ملکیت تھا۔ آپؐ نے ان کو بلایا اور زمین کے ٹکڑے کے متعلق گفتگو کی تو انہوں نے مفت زمین مسجد کے لئے پیش کر دی تو آنحضرتؐ نے فرمایا۔ نہیں اس کی قیمت دوں گا۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ سارا واقعہ ان کلمات میں بیان فرمایا ہے:۔

کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف میں کچھ دن ٹھہرے۔ دس دن سے کچھ اوپر۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے) مسجد کی بنیاد رکھی جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے اور اس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ اور پھر آپؐ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور آپ کے ساتھ لوگ پیادہ چلنے لگے۔ آپ کی اونٹنی چلتی گئی۔ یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں اس جگہ پہنچ کر بیٹھ گئی جہاں بعد میں مسجد نبوی تعمیر کی گئی اور اسی وقت وہاں مسلمان نماز پڑھا کرتے تھے۔ اسی مقام پر کھجوریں سکھائی جاتی تھیں یہ زمین دو یتیم بچوں سہل اور سہیل کی تھی اور سعد بن زرارہ کی کفالت میں یہ دونوں بچے پرورش پا رہے تھے۔ جب یہاں آپؐ کی اونٹنی بیٹھ گئی تو آپؐ نے فرمایا کہ انشاء اللہ یہاں ہی ٹھہریں گے پھر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں بچوں کو بلوایا اور ان سے چاہا کہ اس جگہ کی قیمت مقرر کرکے انہیں قیمت دے دیں تاکہ وہاں مسجد بنائیں۔ ان دونوں لڑکوں نے جواب میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم قیمت نہیں لیتے بلکہ آپ کو ہبہ کرتے ہیں۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہبہ لینے سے انکار کیا اور آخر قیمت ادا کرکے اس جگہ کو خرید لیا۔" (بخاری)

بالکل واضح ہے اور اظہر من الشمس ہے کہ باوجودیکہ خداوند نے آپؐ کو اتنی بڑی عزت و نعمت سے سرفراز فرمایا پھر بھی یہی خیال رہا کہ میں ایک بشر ہوں اور بشریت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ہر فرد بشر سے حسن سلوک کیا اور کبھی بھی اپنے دباؤ سے کام نہ لیا اور اس کے لئے جدوجہد کی۔ در اصل حقیقت یہی تھی جس کا اظہار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عربی اشعار میں کیا ہے اور وہ شعر درج ذیل ہیں:۔

"یا للفتی ما حسنہ وجمالہ
ریاہ یصبی القلب کالریحان
وجہ المہیمن ظاہر فی وجہہ
وشئونہ لمعت بہذا الشان"

واہ کیا ہی خوش شکل اور خوبصورت جوان ہے جس کی خوشبو دل کو ریحان کی طرح شیفتہ کر لیتی ہے۔ اس کے چہرہ سے خدا کا چہرہ نظر آتا ہے اور اس کی شان میں خدا کی شان نمایاں ہے۔

چندہ تعمیر مساجد صدقہ جاریہ ہے

اس صدقہ میں حصہ لینے والے مخلصین جنہوں نے دس روپے یا اس سے زائد رقم ادا فرمائی ہے ان کے اسمائے گرامی برائے دعا درج ذیل ہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

۱	جماعت احمدیہ سیالکوٹ	۱۰/-
۲	مکرم سلیم اللہ صاحب نوشہرہ کینٹ	۲۴/-
۳	" چوہدری بشیر احمد صاحب گنڈا سنگھ والا چک ۲۱۹ ضلع فیصل آباد	۱۰/-
۴	" مرزا اللہ بخش صاحب گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ	۴۰/-
۵	" سید نعیم احمد شاہ صاحب دارالیمن ربوہ	۵۰/-
۶	جماعت احمدیہ پیٹی ضلع پشاور	۱۰/-
۷	" " بڈھا ملہی ضلع سیالکوٹ	۴۰/-
۸	محترمہ جمیلہ ڈار صاحبہ فیصل آباد	۶۰/-
۹	مکرم رفیق احمد صاحب کاہلوں بھال خانوالہ فیصل آباد	۱۰۰/-
۱۰	" خواجہ بشارت احمد صاحب سبزی فروش رحمت بازار ربوہ	۲۰/-
۱۱	جماعت احمدیہ راولپنڈی	۱۰۷/۴۵
۱۲	محترمہ اہلیہ صاحبہ ملک خادم حسین صاحب مرحوم فیکٹری ایریا ربوہ	۵۰/-
۱۳	مکرم ڈاکٹر رشید احمد صاحب محلہ دارالصدر شمالی ربوہ	۱۰/-
۱۴	" عبدالسمیع صاحب سلیم جھنگ صدر	۵۰/-
۱۵	جماعت احمدیہ جھنگ صدر	۲۰/-
۱۶	مکرم چوہدری محمد رفیع صاحب تریڑ والہ ضلع گوجرانوالہ	۱۰/-
۱۷	" " محمد شفیع صاحب	۳۱/۷۵
۱۸	" عبداللطیف رسول صاحب دارالصدر غربی ربوہ	۲۰/-
۱۹	" ثناء اللہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ	۴۰/-

(وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

درخواست ہائے دعا

(۱) میری بڑی بہن مسعودہ بیگم اہلیہ محمد اشرف صاحب مسلم ٹاؤن لاہور مختلف امراض کی وجہ سے سخت علیل ہیں اور گنگا رام ہسپتال میں داخل ہیں۔

(بلقیس بیگم)

(۲) میرے بڑے بھائی فضل الرحمن صاحب کو بفضل اللہ تعالیٰ اب افاقہ ہے

(نعیم احمد سن رائز سائیکل ورکس رحمت بازار ربوہ)

(۳) میرے بھائی جان مکرم سید محمد منظور احمد صاحب سابق اسٹیشن ماسٹر ربوہ کی آنکھ کا آپریشن خورشید کاظمی ہسپتال سرگودھا میں ہوا ہے

(مبارک احمد ۔ گلی گھڑیالی)

(۴) میں بڑھاپے کی وجہ سے کئی بیماریوں اور کئی پریشانیوں میں مبتلا ہوں نیز میری اہلیہ بھی بیمار ہے اور ہسپتال گلارچی میں زیر علاج ہے

(چوہدری محمد دین چیمہ چک ۵۔ احمد آباد ڈاکخانہ گلارچی ضلع بدین)

(۵) میری عمر ۵۲ سال ہے ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر ہوں۔ بینائی صد درجہ کمزور ہے لاچار ہوں۔ میری بیٹی عزیزہ سعیدہ طاہرہ دماغی بیماری کا شکار رہتی ہے پشاور میں دماغی امراض کے ہسپتال میں کئی دفعہ داخل کرا چکا ہوں مگر شفا نہیں ہوئی۔

(عبدالخالق ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر اندرون احاطہ پولیس ہسپتال ایبٹ آباد)

(۶) میرے برادر نسبتی چوہدری محمد سلیم صاحب انجینئر پاکستان انڈسٹریل گیسز دعا چاہتے ہیں کہ اہلیہ مقبول بیگم صاحبہ کافی عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں اب بہت زیادہ کمزور اور بیمار ہیں۔

(ڈاکٹر محمد خان چوہدری علی پور تحصیل کبیروالا ضلع ملتان)

(۷) خاکسار کے ماموں شریف احمد صاحب حافظ آبادی چند دنوں سے بیمار ہیں۔

(خالد محمود ناصر۔ دارالنصر غربی ربوہ)

احباب ان سب مریضوں کی کامل و عاجل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ :۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۲۴۰۵۷

میں مبارک احمد شریف ولد چوہدری نذیر احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ تعلیم عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۷۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت -/۱۰ روپے بصورت خرچ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔

میں اقرار قانونی اور شرعی کرتا ہوں کہ مجھے یا میرے کسی وارث کو کسی حالت میں کبھی بھی یہ حق نہ ہوگا کہ اپنا ادا کردہ چندہ وصیت یا ادا کردہ حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔

العبد مبارک احمد شریف
۱۲/۱۳ بیت الحبیب دار الصدر جنوبی ربوہ۔

گواہ شد مجید احمد بشیر وصیت ۲۱۶۵۰ ۱۲/۱۳ بیت الحبیب دار الصدر جنوبی ربوہ۔

گواہ شد چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی وصیت ۱۲۰۹۶ والد موصی دار الصدر جنوبی ربوہ۔

مسل نمبر ۲۴۰۵۸

میں امۃ القیوم بیگم (حاجن) بنت حاجی چوہدری خدا بخش صاحب قوم مہار پیشہ خانہ داری عمر ۴۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن خانو والی میانو والی ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ ۵/۷۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ چار ایکڑ اراضی خانو والی میانو والی مالیت -/۲۸۰۰۰ روپے۔
۲۔ سلائی مشین مالیت -/۵۰۰ روپے
۳۔ زیور طلائی گیارہ ماشہ مالیت -/۶۰۰ روپے۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

میں اقرار قانونی اور شرعی کرتی ہوں کہ مجھے یا میرے کسی وارث کو کسی حالت میں کبھی بھی یہ حق نہ ہوگا کہ اپنا ادا کردہ چندہ وصیت یا ادا کردہ حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔

اس وقت مجھے مبلغ -/۶۰۰ روپے سالانہ آمد بصورت آمد زمین ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ امۃ القیوم بیگم حاجن
خانو والی میانو والی ضلع سیالکوٹ

گواہ شد مسعود احمد ولد محمد حسین
محلہ دار الصدر شرقی ربوہ۔

گواہ شد نبی احمد باجوہ ولد خورشید احمد باجوہ۔ باجوہ کلاتھ سٹور ربوہ۔

مسل نمبر ۲۴۰۵۹

میں محبوب احمد ولد چوہدری سردار خاں صاحب قوم بھٹی پیشہ ملازمت عمر ۵۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳ ۲/۷۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

۱۔ اراضی چاہی ۴ ۱/۲ کنال بمقام ڈھیر کے کلاں مالیت -/۳۳۷۵ روپے۔
۲۔ رہائشی پلاٹ ۷ مرلہ ڈھیر کے کلاں مالیت -/۱۲۵۰ روپے۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

میں اقرار قانونی اور شرعی کرتا ہوں کہ مجھے یا میرے کسی وارث کو کسی حالت میں کبھی بھی یہ حق نہ ہوگا کہ اپنا ادا کردہ چندہ وصیت یا ادا کردہ حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔

اس وقت مجھے مبلغ -/۲۸۵ روپے ماہوار آمد بصورت ملازمت و سالانہ آمد -/۱۲۰ روپے آمد زمین ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد محبوب احمد باڈی گارڈ حضرت اقدس ربوہ۔

گواہ شد محمد خان باڈی گارڈ حضرت اقدس ولد میاں روشن دین دار الیمن ربوہ۔

گواہ شد عبدالسلام ولد محمد عثمان خان باڈی گارڈ حضرت اقدس ربوہ۔

مسل ۲۴۰۶۰

میں امۃ المجید زوجہ چوہدری اکرام الحق صاحب قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمر ۴۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن لودھراں ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ ۱۲/۷۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

۱۔ حق مہر بذمہ خاوند -/۲۰۰۰ روپے
(حصہ وصیت ادا شدہ)
۲۔ زیور طلائی وزنی آٹھ تولہ مالیت -/۴۸۰۰ روپے۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

میں اقرار قانونی اور شرعی کرتی ہوں کہ مجھے یا میرے کسی وارث کو کسی حالت میں کبھی بھی یہ حق نہ ہوگا کہ اپنا ادا کردہ چندہ وصیت یا ادا کردہ حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ امۃ المجید زوجہ چوہدری اکرام الحق لودھراں۔

گواہ شد حفیظ احمد شاہد مربی سلسلہ لودھراں وصیت ۱۹۳۷۱

گواہ شد چوہدری محمد شریف سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ لودھراں۔

مسل نمبر ۲۴۰۶۱

میں عائشہ بی بی بیوہ چوہدری برکت علی مرحوم قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمر ۴۵ سال بیعت ۱۹۴۰ء ساکن لودھراں ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ ۱۲/۷۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

۱۔ کانٹے طلائی وزنی ۱/۲ تولہ قیمت -/۳۰۰ روپے
۲۔ نقد -/۳۵۲ روپے
۳۔ حق مہر وصول شدہ -/۵۰۰ روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

میں اقرار قانونی اور شرعی کرتی ہوں کہ مجھے یا میرے کسی وارث کو کسی حالت میں کبھی بھی یہ حق نہ ہوگا کہ اپنا ادا کردہ چندہ وصیت یا ادا کردہ حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ عائشہ بی بی
د/و چوہدری [illegible] انسپکٹر پولیس
مکان [illegible] لودھراں

گواہ شد حفیظ احمد شاہد مربی سلسلہ لودھراں وصیت [illegible]

گواہ شد چوہدری محمد شریف سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ لودھراں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

غلبۂ اسلام کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مخلصین جماعت احمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس طرح فرمایا:-

"بہت دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ کی توحید دنیا میں قائم ہو اور اس کے پاک کلام قرآن مجید اور مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت دلوں میں قائم ہو۔ دکھی انسانیت اسلام کے پُرامن حصار میں داخل ہو کر سکھ کا سانس لے اور سب بنی نوع انسان یک زبان ہو کر اپنے خالق و مالک کی حمد کے ترانے گانے لگیں۔"

جہاں آپ دعائیں کر رہے ہوں گے وہاں حضور کے اس ارشاد کو بھی اپنے ذہنوں پر کندہ کریں:-

"حالات کے اُفق پر غلبۂ اسلام کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں لیکن اس کے لئے ہمیں بہرحال قربانیاں دینی ہوں گی۔"

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کی صورت میں آپ سے جس مالی قربانی کا مطالبہ کیا گیا ہے اسے پورا کرنے کے لئے ہر دم تیار رہیں اور اپنے اس چندے کی ادائیگی بروقت کرتے چلے جائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ)

اعلان نکاح

۱۔ میرے بیٹے عزیزم تقی احمد سلمہ اللہ تعالیٰ ایم۔ ایس سی (آنرز) مینیجر الائیڈ بنک آف پاکستان لمیٹڈ ڈگری کا نکاح ۲۰ فروری ۱۹۷۹ء کو بعد از نماز مغرب مکرم مولوی اقبال احمد صاحب غنم مربی سلسلہ احمدیہ شیخوپورہ نے ہمراہ عزیزہ امۃ السلام نصرت صاحبہ بی اے بنت چوہدری فقیر اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ سانگلہ ہل مبلغ آٹھ ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے باعث برکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

(چوہدری سلطان احمد۔ محمد آباد براستہ ٹاہلی۔ ضلع تھرپارکر سندھ)

۲۔ میری بیٹی عزیزہ شاہدہ پروین کا نکاح قاضی انیس احمد ابن محترم پروفیسر قاضی محمد رفیق صاحب نیشنل کالج آف آرٹس لاہور کے ہمراہ مبلغ دس ہزار روپے حق مہر پر بروز جمعۃ المبارک مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۷۹ء بعد نماز عصر پڑھا گیا۔ نکاح کا اعلان حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے کیا۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرتے ہوئے اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے بہت بابرکت بنائے، بہت سی خوشیوں کا پیش خیمہ بنائے اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور برکتیں دونوں خاندانوں کے اوپر سایہ کئے رہیں۔ آمین اللّٰھم آمین۔

بیگم پروفیسر محمد ابراہیم ناصر

دارالصدر شمالی ربوہ

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم ملک طارق امین صاحب مقیم نیوجرسی (امریکہ) کو دو فرزند عطا کئے ہیں۔ فرزندان مکرم ملک محمد امین صاحب سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی اوکاڑہ کے پوتے اور مکرم ابوالفضل محمود صاحب مرحوم کے نواسے ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ دونوں بچوں کو والدین کے لئے قرۃ العین بنائے، سلسلہ کے خادم ہوں اور صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز پانے والے ہوں۔

(حافظ قاری محمد صدیق راشد مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ اوکاڑہ)

خدام الاحمدیہ کی سالانہ تربیتی کلاس کا کامیاب اختتام

(بقیہ صفحہ اوّل)

سہمار روحانی کا پرندہ بنانے کا کارنامہ انجام دیا۔

حضور نے فرمایا اب خدا تعالیٰ نے عالمی بنیادوں پر یہی کارنامہ سرانجام دینے کی ذمہ داری ہمارے اور آپ کے کندھوں پر ڈالی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ روئے زمین پر ایسا حسین معاشرہ قائم ہو جائے جو انسانی دکھوں اور مصیبتوں کا خاتمہ کر دے اور ایسی روحانی خوشی و خوشحالی سب انسانوں کو میسر آجائے کہ وہ اس دنیا میں ہی جنت میں زندگی بسر کرنے لگیں اور اگلے جہان میں بھی جنت ہی ان کا ٹھکانہ ہو — اسی کا نام ہے اسلامی معاشرہ۔ اس معاشرہ کو قائم کرنا آپ (یعنی احمدی نوجوانوں) کا کام ہے۔ آپ نے اپنے عملی نمونہ سے دنیا والوں پر یہ ثابت کرنا ہے کہ اس وقت جو زندگی وہ گزار رہے ہیں وہ بہت ہی کمتر اور حقیر ہے اس زندگی سے جو اسلامی تعلیم پر عمل کر کے وہ اسلامی معاشرہ میں گزار سکتے ہیں۔

اس ضمن میں حضور نے بعض ایسے اخلاق اور اوصاف کا ذکر کیا کہ جن پر اسلامی معاشرے کی بنیاد استوار ہوتی ہے۔ ان میں سے بالخصوص حضور نے راست گفتاری، عدل و انصاف، ایفائے عہد، دوسروں کے جذبات کے احترام، عیوب کی اشاعت سے اجتناب، غیبت سے پرہیز اور دیانت و امانت سے متعلق اسلامی تعلیم اور اس کی باریکیوں اور حکمتوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور ان کے نتیجہ میں قائم ہونے والے معاشرہ کے حسن کو بالوضاحت بیان فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ اسلامی معاشرہ اتنا حسین معاشرہ ہے کہ اگر آپ اپنے آپ کو اسلامی تعلیم کا مجسّم عملی نمونہ بنا لیں اور اس طرح اپنے وجودوں میں دوسروں کو اسلامی معاشرہ کی جھلک دکھانے میں کامیاب ہو جائیں تو پھر دنیا والے خود بخود اس سے متاثر ہو کر اسلام اور اس کے حسین معاشرے کی طرف کھنچے چلے آئیں گے۔

حضور نے طلباء کو خاص طور پر مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ اپنے آپ کو محض بچہ نہ سمجھیں بلکہ ایسا بچہ سمجھیں جس نے اسلام کی لازوال و بے مثال تعلیم کا عملی نمونہ پیش کر کے دنیا کو اسلام کی طرف لانا اور ساری دنیا میں اسلامی معاشرہ کو قائم کرنا ہے۔ خدا کرے کہ ہم اپنی زندگیوں میں روئے زمین پر وہ حسین اسلامی معاشرہ قائم ہوتے دیکھ لیں جس کی بدولت انسانوں کے لئے یہ دنیا جنت بن جائے اور اگلے جہان میں بھی انہیں جنت ملے۔

اس پُر معارف اور بصیرت افروز خطاب کے بعد جو تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہا حضور نے دعا کرائی جس میں جملہ طلباء شریک ہوئے اور اس طرح خدام الاحمدیہ کی ۲۵ ویں تربیتی کلاس اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں پر نہایت کامیابی اور خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

دعائے مغفرت

میرے والد محترم مولوی غلام حسین صاحب کھوکھر بعمر ۷۹ سال مورخہ ۲۶/۴/۷۹ کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کی نماز جنازہ ڈسکہ میں احباب جماعت نے ادا کی۔ مورخہ ۲۷/۴/۷۹ کو تابوت ربوہ لے جایا گیا۔ بعد نماز عصر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جنازہ پڑھائی اور ازراہ شفقت ہم مغموم لواحقین کو شرف مصافحہ بخشا اور اظہار ہمدردی فرمایا۔ ازاں بعد تدفین بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔ بزرگان سلسلہ و احباب جماعت سے والد صاحب مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

نور احمد کھوکھر

نور سنز میکینکل انجینئرز

ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

مشہور کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے
فضل عمر دواخانہ۔ ربوہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴